سوال

(15) وبائے طاعون کا ٹیکہ لگوانا محض حفاظت کے لیے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1۔ شرع شریف کا کیا حکم ہے انا کیولیشن وبائے طاعونی کا ٹیکہ محض حفاظت جان کے لیے مسلمانوں کو لینا عند الشرع شریف کیا نا جائز ہے ؟

2۔ اور جس نے ٹیکہ لیا وہ مسلمان کیا نہیں رہتا ؟

3۔ کیا کسی وبا یا مصیبت کے ازالہ میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے کوشش کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں ؟

4۔ کیا ظہور آثار و علامت وبا میں بنظر حفظ صحت نقل مقام چاہیے کہ نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1۔ صورت مستفسرہ میں ٹیکہ وبائے طاعونی کا مسلمان لے سکتا ہے جب کہ اس باب میں کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے کیونکہ جو دوا ٹیکہ کے ذریعے سے پہنچائی جاتی ہے اس میں کسی قسم کا کوئی نشہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہوشی ہوتی ہے بلکہ اس کے فوری اثر سے طاعون کی سمیت یکلخت دور ہوجاتی ہے اور پھر ٹیکہ لینے والے پر طاعون غالب انشاء اللہ نہیں ہوتا ہے اور اگر منجملہ ہزارہا آدمیوں کے کسی کے خون میں طاعون کی کچھ سمیت شاید آ بھی جائے تو کچھ نقصان نہیں پہنچتا جس طرح چیچک کا ٹیکہ خاص وعام کے نزدیک زیادہ فائدہ بخش ہے ویسا ہی یہ ٹیکہ طاعونی ہزارہا اشخاص کی آزمائش میں مفید ثابت ہوا اور ثابت ہوتا جاتا ہے چنانچہ میں نے عرصے تک اس طاعونی ٹیکے کے لینے والوں اور دیگر وسائل سے تحقیق کیا تو اس کے فوائد پر پورا اطمینان ہوگیا اور کوئی مانع امر شرعیہ نہ پایا لہذا اپنے قومی بھائیوں کے شک رفع کرنے کے لیے میں نے خود طاعونی ٹیکہ مروجہ لیا تو بفضلہ تعالیٰ میرے تجربے میں بہت فائدہ رساں پایا گیا اس تیکہ سے کسی نوع اور قسم کی طاقت زائل یا کم نہیں ہوتی نہ کوئی دوسرا مرض پیدا ہوتا ہے نہ نشہ آتا نہ کچھ بے ہوشی ہوتی جس سے کسی وقت کی نماز فوت ہوجائے جب یہ موانع نہیں ہیں تو کوئی قباحت شرعی ٹیکہ لینے میں مانع نہیں ۔ دوا کرنے اور علاج کرانے کی کوئی ممانعت حضرت شارع صلعم سے موجودہ حالت میں پائی نہیں جاتی ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوائیں ارشاد فرمائیں ہیں اور یہ ٹیکہ دوا ہے ۔

2۔ ٹیکہ لینے سے کفر (نافرمانی شرعی) ارتداد (مذہب اسلام سے پھر جانا) عند الشرع واقع نہیں ہوتا اور نہ ٹیکہ لینے والا فاسق وفاجر یا مردود الشھادۃ ہوتا جب یہ حالت ہے تو اس کے ایمان واسلام میں ذرہ برابر فرق نہیں ۔ وہ پختہ مسلمان ہے ،

3۔ ہر مسلمان بلکہ انسان پر فرض ہے کہ جب قوم یا وہ خود کسی ناگہانی مصیبت وبائیہ بیماری میں پھنس جائے یا مبتلا ہوجانے کا خطرہ وخوف ہو تو ایک دوسرے کی جائز اعانت کرے

اور مصیبت وبائیہ کے دفع کےلیے فوراً کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ طاعون یا کسی وبا سے بچنے وبچانے کی کوشش الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ میں داخل نہیں ہے بلکہ مدد کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا جبکہ جان کو خطرہ سے بچائے گا

4۔ جب کسی مقام میں ظاہر ہوکہ وبا آچکی ہے اوراس کے علامات نمایاں ہوچلے (عام اس سے کہ کوئی بمتلا مرض ہویا نہ ہو) اس سے بچنے کےلیے عمدہ سامان تدبیر یہی ہے کہ چندے وہ آبادی چھوڑ دی جائے اور کسی ایسے جنگل یا ہوادار مقام میں قیام کرے جہاں آبادی نہ ہو اور سمیت وبائیہ بھی اس خطے میں نہ ہو جب اصلی مسکن سے وبا جاتی رہے تو واپس آجائے اور جو غرباء ایسے نقل ومکان کے مفلس ہوں ان کی حق المقدور اعانت ہر قسم کی کرے اوران کی اور اپنی جان بچائے کیونکہ اللہ جل شانہ نے وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ فرمایا ہے کہ کسی ایسے مہلکہ سے جان بچانا اور امداد کرنا خدا کے محسنین میں داخل ہوتا ہے جو ہزار ہا (موت کا باعث) ہو تو شرعاً جائز نہیں ہے۔ جنگل میں آبادی سے باہر چلا جانا خلاف شرع نہیں۔ خدا اور رسول ﷺ نے جان بچانے کی تدبیر کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے۔ واللہ اعلم خادم قوم عبدالعزیز رضوی صمدنی عفی عنہ

ہم کو چاروں جواب کے ساتھ اتفاق ہے، بے شک یہ ٹیکہ دوا ہے اس کے ساتھ کوئی اعتقاد شرکیہ نہیں ہے۔ پس جس طرح ساری ادویات باذن اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کرتے ہیں' ویسا ہی یہ ٹیکہ بھی۔ اوراس میں کسی قسم کا محذور شرعی نہیں ہے۔ پس ٹیکہ لینے والا بے شک وشبہ مسلمان ہے اور بے شک مدد واعانت مصیبت زدہ کی کرنا موجب اجر کثیر ہے۔ جو اس کو خطا سمجھے وہ خاطی ہے۔ اور حدیث صحیح الطاعون شہادۃ شہادۃ لکل مسلم کی یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے علاج وتدبیر ازالہ نہیں کی جائے کیونکہ ہدم وغرق میں بھی درجہ شہادت کا ملتا ہے۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں اللھم انی اعوذبک من الھدم والغرق وغیر ذلک فرمایا ہے' اور جس شہر یا گاؤں میں سمیت وبائیہ آگئی ہو۔ وہاں سے دوسرے شہر یا گاؤں میں جانے کی ممانعت آئی ہے۔ اسی مصلحت سے کہ دوسری جگہ کے لوگ بھی اس میں بمتلا ہوجاویں گے باقی رہا اسی شہر یا گاؤں میں رہ کر صرف حفظ کے واسطے آبادی کو چھوڑ کر میدان ہودار میں یا جنگل میں جانا یہ داخل فرار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شخص کسی آبادی میں نہیں گیا ہے جہاں لوگ آباد ہیں۔ پس اس اطلاق فرار کا نہیں ہوا۔ واللہ اعلم حررہ العبد الضعیف ابوطیب محمد شمس الحق عفی عنہ العظیم آبادی

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

ص138

محدث فتویٰ